ذاتی اور عطائی کا فرق

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

پیشِ لفظ

دورِ حاضرہ میں بہت بڑے اسلام کے ٹھیکیدار اہل سنت کو بات بات پر شرک کے فتویٰ داغتے ہیں حالانکہ وہ خود بھی مانتے ہیں کہ اہل سنت حقیقی مشرک نہیں۔اس لئے ان کے اکابر کا فتویٰ ہے کہ اہل سنت بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ لوگ خود بلاانکار ہمارے پیچھے پڑھ لیتے ہیں اور اہل سنت کو الحمدللہ شرک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ پڑھئے"کیا سنی مسلمان مشرک ہے؟"

فائدہ: اس رسالہ میں یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل سنت اس لئے مشرک نہیں کہ حضرات انبیاء واولیاء کے لئے بعض صفاتِ الٰہی عطائی طور پر مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے۔عزیزم محمد اسلم قادری اُویسی عطاری کو اس کی اشاعت کی اجازت دی ہے اللہ تعالیٰ میرے لئے اور ناشر کے لئے توشہ آخرت اور اہل اسلام کے لئے مشعلِ راہ ہدایت بنائے۔(آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد! اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ کوئی نبی، نہ کوئی ولی۔ہاں وہ صفات و افعال جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو عطا فرمائے ہیں انہیں نہ ماننا یا انہیں شرک کے کھاتہ میں ڈالنا گمراہی اور بے دینی ہے۔

فقیر اس رسالہ میں چند نمونے عرض کرتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وہ افعال وصفات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بتائے ہیں وہی افعال وصفات اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ افعال وصفات اللہ تعالیٰ کے ذاتی ہیں اور جو بندوں کو عطا فرمائے ہیں وہ اس کی عطا ہے اس میں نہ کوئی اشکال ہے اور نہ اعتراض لیکن جب کوئی ضد پہ تُل جائے تو اس کے سامنے ہر سیدھی شئے اُلٹی نظر آتی ہے۔

مثلاً ابلیس ضد پر آگیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی عزت وعظمت اس کے لئے توحید کے خلاف نظر آئی۔ طوقِ لعنت گلے میں ڈالنا منظور کیا لیکن ضد نہ چھوڑی کچھ یہی حال دورِ حاضرہ کے توحیدیوں کا ہے۔

صفات ذاتی وعطائی کی مثالیں: قرآن مجید میں اکثر صفاتِ حسنہ صفاتِ الٰہی جو رب کریم کے لئے بطور حقیقت صفت ہیں اللہ عزوجل کے دوستوں کے لئے ان کی عطا بطورِ صورت صفت ہے اس لئے ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے لئے تسلیم کرنے میں کوئی شرک فی الصفات نہیں ہے۔

آیاتِ قرآنی

(۱) اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان رحم والا ہے۔

(۲) لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کریمہ رؤف اور رحیم بتائی گئی ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے رؤف اور رحیم بتایا گیا ہے بس ربِ کریم کے لئے یہ صفات عالیہ حقیقی ذاتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بطور صورتِ صفت عطائی ہیں یعنی حقیقتاً اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل مومنوں کو رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے ملتا ہے اور یہ شانِ رسالت وخلافت ہے۔ خدا سے جو کچھ ملتا ہے اور درِ مصطفی ﷺ سے ملتا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (پارہ۳، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔

(۲) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (پارہ۶، سورۃ المآئدۃ، ایت ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ولی مدد گار اور کار ساز کو کہتے ہیں یعنی مدد کرنے والا اور کام بنانے والا۔

پہلی آیت کریمہ میں بطورِ خلافت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلفاء کو بھی مسلمانوں کا مدد گار و کار ساز بتایا گیا ہے۔ کفار و مشرکین اولیائے کرام کو شرکاء قرار دے کر مدد گار و کار ساز مانتے تھے جسے کفر و شرک قرار دیا گیا مگر مسلمان تکوین غوث، قطب، ابدال کو اولیاء اللہ قرار دے کر مدد گار و کار ساز مانتے ہیں جو مطابق قرآنِ پاک ہے اور عین اسلام ہے اور یہ بات حق بھی ہے اس لئے کہ دنیوی دینی اُمور سب کے سب غیروں کی مدد اور سبب سے چل رہے ہیں۔ انسان پیدائش سے لے کر مرنے تک غیر کی مدد سے ہی کام چلا تا رہا تو یہ نہ شرک ہے نہ توحید کے منافی۔

فیصلہ کن ارشادِ ربانی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰىكُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ (پارہ۸، سورۃ الانعام، ایت ۱۴۹)

ترجمہ: تو وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس نے سب کو خود ہدایت کیوں نہ دی بلکہ ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ان کے نائبین اولیاء کرام کو اس کام پہ لگایا اور اپنے بندوں کو ان کی اتباع کی تاکید فرمائی بلکہ جو ان سے منحرف ہوا وہ جہنم میں گیا اگرچہ وہ لاکھ بار اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کا دم بھرتا رہا۔ اس میں واضح ثبوت ہے کہ "پہلے بن بندے کا بندہ پھر ملتی ہے سلطانی" یہی ذاتی و عطائی کی دلیل ہے کہ انسان کو جو ہدایت نصیب ہو گی وہ اللہ تعالیٰ سے ہی نصیب ہو گی کیونکہ ہدایت ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے اور جس بندہ خدا (نبی علیہ السلام یا ولی اللہ) یا کسی اور سے ہدایت نصیب ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نصیب ہو گی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو اس کی ہدایت کا سبب بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ ہدایت دینے والا حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر نیابتاً رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور یہ فعل انبیاء آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اولیاء کرام سے صادر ہوا۔ یہ کافر اگر کفر پر رہتے تو جہنم میں جاتے تو ان کا کتنا نقصان تھا مومن ہو کر جنتی بن گئے تو ان کو کتنا نفع ہوا۔ یہ نقصان سے بچنا اور نفع حاصل کرنا حقیقتاً رب کریم کی طرف سے ہے اور نیابتاً رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے اور عملاً مومن کامل کی نگاہِ شفقت سے حاصل ہوا۔

عزت اللّٰہ کے لئے اور رسول اللّٰہ و اولیاء کرام کے لئے:

(۱) فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیۡعًا (پارہ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۳۹)

ترجمہ: تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔

(۲) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ۲۸، سورۃ المنافقون، ایت ۸)

ترجمہ: اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔

عزت میں عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ سب شامل ہیں۔ پہلی آیت کریمہ میں عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لئے بتائی گئی۔

دوسری آیت کریمہ میں عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ اور مومنین کاملین کے لئے بتائی گئی۔ تو حقیقت یہ ہے کہ رب کریم نے اپنی عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبے کا اظہار رسول اللہ ﷺ اولیائے کرام اور مجاہدین اسلام سے فرمایا ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے شرکاء نہیں ہیں کہ ان کے لئے یہ باتیں ماننا شرک وبدعت ہو بلکہ یہ اولیاء ہیں اس لئے ان کی عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ تسلیم کرنا ہی تصدیق ایمان ہے اور توحید وسنت ہے۔

تزکیہ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کا: اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا:

(۱) وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (پارہ۱۸، سورۃ النور، ایت ۲۱)

ترجمہ: ہاں اللہ ستھرا کردیتا ہے جسے چاہے۔

اور رسول اللہ ﷺ سے بھی فرمایا: وَيُزَكِّيْهِمْ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۲۹)

ترجمہ: اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔

رب تعالیٰ نے پہلی آیت کریمہ سے پاک کرنے کے فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور دوسری جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ اگرچہ پاک کرنے کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ خود ہے مگر بطورِ خلافت رسول اللہ ﷺ بھی پاک کرتے ہیں اور سلسلہ وار آپ ﷺ کی نیابت کے طور پر مرشدین کاملین بھی پاک کرتے ہیں۔ اسلام کی تاریخ پر انصاف کے ساتھ نظر کریں تو عادل اور منصف بادشاہ، دیانتدار، امراء، وزراء اور منصب دار، عدل پر جان دینے والے، قاضی راہ اسلام میں جانیں قربان کرنے والے، مجاہد حق پرست غیور اور بارعب سردار اور عوام مسلمان آپ کو کسی حق پرست نیک سرشت، تزکیہ وتصفیہ یافتہ صوفی کے مرید دکھائی دینگے۔ جنہوں نے ان کے باطن کا تزکیہ کرکے انہیں اسلام کا سچا خادم اور سپاہی بنایا ان صوفیائے اسلام اور اولیاءِ کرام کے تزکیے کا اثر تھا کہ مسلمانوں کے ایمان قوی تھے اور اسلام باطن کی ہر ملاوٹ سے پاک تھا جس کی برکت مسلمانوں نے ہندوستان پر آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کفار کروڑوں کی تعداد میں تھے مگر مسلمانوں کی خداداد عظمت، شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کفار پر چھایا ہوا تھا۔

غور فرمایئے جس تزکیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ کام اس کے بندوں نے کر دکھلایا بلکہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ لاکھوں، کروڑوں بندگانِ خدا اس کام پہ لگے ہوئے ہیں جس سے اس کی مخلوق (بندے) تزکیہ نفس سے مالامال ہورہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ تزکیہ کی صفت ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اس کی عطا سے یہ کام اللہ تعالیٰ کے بندے سرانجام دیتے رہے اور دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ دیتے ہیں: ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن قرآن نے اس صفت میں رسول کو بھی ملادیا چنانچہ فرمایا:

(۱) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

(۲) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(۳) وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (پارہ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۷)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

فائدہ: حدیث شریف میں ہے: اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي [1]

یعنی میں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث شریف میں واضح ہے کہ جو شے جس کو بھی مل رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے لیکن ملتی ہے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے۔ ثابت ہوا کہ ہر شئے کا ذاتی مالک اللہ تعالیٰ اور اس کی عطا سے اسے رسول اکرم ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔

فائدہ: ان تینوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول اکرم ﷺ کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دیتا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ بھی بلکہ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ مسلمان یہ کہیں اور منافقوں کو اسی لئے دھتکارا کہ ان کو اس طرح کا قول گوارا نہ ہوا۔

دوسری آیت میں تو اور واضح فرمایا کہ اللہ و رسول اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں۔

تیسری آیت میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انعام جتلایا تو اپنا بھی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کا بھی۔

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور انبیاء و اولیاء کے لئے ماننا اس کی عطا و کرم ہے یہی عین اسلام ہے۔ اس میں شرک کا تصور گندے ذہنوں کا کام ہے۔

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب العلم، الباب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ۱۱، الحدیث ۷۱، دار ابن کثیر، دار الیمامۃ — دمشق، الطبعۃ: الخامسۃ ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳م)

دیگر کام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کو اس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے اسی کو ذاتی و عطائی کہا جاتا ہے۔

وفات دینا اللّٰہ کا کام ھے یا فرشتوں کا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا (پارہ۲۴،سورۃ الزمر،آیت ۴۲)

ترجمہ: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔

(۲) قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ (پارہ۲۱،سورۃ السجدۃ،آیت ۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

اور فرمایا: (۳) حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ (پارہ۸،سورۃ الاعراف،آیت ۳۷)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہُوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔

فائدہ: پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جان قبض کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ دوسری، تیسری آیت کریمہ میں موت کے فرشتہ کی طرف۔ یعنی حقیقتاً جان قبض کرنے والا اللہ ہے اور حکم الٰہی سے فرشتہ۔ تو فرشتے کا تصرف و اختیار اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اور مخالفت میں نہیں ہے بلکہ ماتحت ہے۔ یہ جھوٹا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تصرف و اختیار کسی کو نہیں دیا ہے ہر شے میں خود تصرف کرتا ہے وہابیوں کا جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرشتے کو بھی تصرف کا اختیار دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جان قبض کرتا ہے ہاں جو خدا کے سوا کسی کو نہ مانتا ہو انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کا بھی منکر ہو تو ان کے اختیار و تصرفات کا بھی منکر ہو گا۔

نجات دینا اللّٰہ کا کام ھے یا فرشتوں کا؟

(۱) وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَ اَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ (پارہ۲۳،سورۃ الصافات،آیت ۱۳۳،۱۳۴)

ترجمہ: اور بیشک لوط پیغمبروں میں ہے۔ جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔

(۲) فَاَنْجَیْنٰہُ وَ اَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ (پارہ۸،سورۃ الاعراف،آیت ۸۳)

ترجمہ: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت۔

(۳) وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْٓا اِنَّا مُھْلِکُوْٓا اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اِنَّ اَھْلَھَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ o قَالَ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْھَا لَنُنَجِّیَنَّہٗ وَاَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ۔ (پارہ۲۰،سورۃ العنکبوت،آیت ۳۱،۳۲)

ترجمہ: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے بیشک اس کے بسنے والے ستمگار ہیں۔ کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہے فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے۔

فائدہ: پہلی دو آیاتِ الٰہی سے ثابت ہے کہ لوط علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے گھر والوں کے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے۔ تیسری آیت پاک سے ثابت ہے کہ فرشتوں نے بچایا۔ ازروئے حقیقت اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ رب کریم کا بچانا ذاتی ارادے سے ہے اور فرشتوں کا بچانا امرِ الٰہی سے ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ عظام کا تصرف واختیار حکمِ الٰہی کے ماتحت ہے۔ اس کے تصرفات واختیارات کو ماننا خدا کا ماننا ہے۔ ان کے اختیارات وتصرفات کا منکر حقیقتاً خدا کا منکر ہے۔ اس لئے کہ ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب ورُسل ضروری ہے۔

تصرفاتِ ملائکہ: فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (پارہ ۳۰، سورۃ النازعات، آیت ۵) (**ترجمہ:** پھر کام کی تدبیر کریں۔) کی تفسیر میں جملہ مفسرین متفق ہیں کہ جملہ عالم کا کارخانہ ملائکہ کے ذریعے چل رہا ہے۔ ہوائیں، برساتیں، رزق، روزی، نباتات وغیرہ تمام کام ان کے سپرد ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ذاتی اور حقیقی یہ تمام سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ملائکہ کرام کو اس کی عطا ہے تو یہ عطائی ہے اسی کو ذاتی وعطائی کہا جاتا ہے۔

صفاتِ خدا، صفاتِ مصطفیٰ واولیاء وخلق خدا بہت سی صفاتِ خداوندی اس کے بندوں بلکہ بعض مخلوق میں ہیں۔

(۱) علیم (۲) سمیع (۳) بصیر (۴) خبیر

اللہ تعالیٰ کی مشہور صفات ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے لئے ان کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۱)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(۲) وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۴)

ترجمہ: اور وہی ہے سنتا جانتا۔

(۳) اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۷)

ترجمہ: بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

(۴) وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۶)

ترجمہ: اور وہ دلوں کی جانتا ہے۔

(۵)وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (پارہ۴،سورۃ ال عمران،ایت۱۵۳)

ترجمہ: اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(۶)اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (پارہ۲۱،سورۃ لقمان،ایت۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور بغیر کسی اسباب کے وہ دیکھتا ہے، جانتا ہے، سنتا ہے، باخبر ہے یہ ہم سب کا عقیدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ صفات اپنی مخلوق کو عطا فرمائی ہیں ان کے لئے یہ عطائی صفات ہیں۔

عطائی مثالیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(۱)وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (پارہ۲۶،سورۃ الذاریات،ایت۲۸)

ترجمہ: اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

اس آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کو علیم کہا گیا ہے۔ دوسری آیت میں:

(۲)فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ (پارہ۲۳،سورۃ الصافات،ایت۱۰۱)

ترجمہ: تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی۔

خوشخبری سنائی یہاں سے غلام سے اسماعیل علیہ السلام مراد ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے حلیم کی صفت سے نوازا۔ حالانکہ حلیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو وہی بات ہوئی کہ حلیم اللہ کا ذاتی ہے اور اسماعیل علیہ السلام کی عطائی۔

(۳)حضرت سیدنا یوسف کے لئے قرآن مجید میں ہے: اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (پارہ۱۳،سورۃ یوسف،ایت۵۵)

ترجمہ: بیشک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

اس آیت میں دو صفتیں اللہ تعالیٰ کی یوسف علیہ السلام کے لئے بیان ہوئی ہیں حالانکہ یہ دونوں صفتیں اللہ کی ہیں۔

(۴)اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے فرمایا: اَلرَّحْمٰنُ فَسْــٴَـلْ بِهٖ خَبِیْرًا (پارہ۱۹،سورۃ الفرقان،ایت۵۹)

ترجمہ: وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

اس آیت میں تخبیر سرورِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لئے کہا گیا ہے حالانکہ خبیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے تو ماننا پڑے گا کہ خبیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور نبی پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لئے عطائی۔

ہر انسان سمیع و بصیر ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر انسان کو صفت سمیع و بصیر سے موصوف فرمایا چنانچہ فرمایا: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔

اس آیت میں سمیع و بصیر ہر انسان کو کہا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت اور انسان کی عطائی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

ترجمہ: وہی اوّل، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا ذکر ہے۔

(۱) اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) علیم

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ کے مقدمہ میں یہ جملہ صفات حضور سرورِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لئے ثابت فرمائی ہیں۔[۲]

وہ بھی اسی قاعدہ پر کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں لیکن یہی صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو عطا فرمائی ہیں مثلاً آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اول ہیں اس بناء پر کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تخلیق موجودات میں سب سے اولیٰ ہے اور آخر میں اس لئے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اللہ کے آخری نبی ہیں اور ظاہر اس لئے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے انوار نے سب کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے اور باطن اس لئے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب و بعید کے لوگ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے جمال و کمال میں دنگ ہو کر رہ گئے ہیں اور: وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۳)

ترجمہ: اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

اس لئے کہ وفوق کل ذی علم علیم کی صفات آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی میں موجود ہیں۔

مزید برآں: یہی حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقدمہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اللہ کے تمام اسماء و صفات سے متخلق و متصف ہیں۔

---

[۲] (مدارج النبوۃ فارسی لشیخ عبد الحق محدث الدهلوي، مقدمة ۸، منشی نول کشور ۷ م)

امام جیلی قدس سرہٗ کی تحقیق: آپ نے الکھف والرقیم میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت اور ہر اسم حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوا ہے۔[۳] اس پر بہت بڑی قوی اور مضبوط دلائل قائم فرمائے ہیں۔

امام شعرانی قدس سرہٗ: آپ نے الیواقیت والجواھر میں باب المعراج میں فرمایا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ شب معراج جس اسم اور صفت باری تعالیٰ سے گزرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسی صفت سے موصوف فرمایا اور اسی اسم کا مظہر بنایا۔[۴]

اس تمام بحث کا نتیجہ وہی ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور حضور نبی پاک ﷺ کے لئے عطائی۔

مولیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت: قرآن مجید میں ہے:

(۱) بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ (پارہ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۰)

ترجمہ: بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے۔

(۲) ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (پارہ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۲)

ترجمہ: پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف۔

(۳) اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (پارہ۹، سورۃ الانفال، آیت ۴۰)

ترجمہ: اللہ تمہارا مولیٰ ہے، تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

(۴) هُوَ مَوْلٰىنَا (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۵۱)

ترجمہ: وہ ہمارا مولیٰ ہے۔

(۵) هُوَ مَوْلٰىكُمْ (پارہ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۷۸)

ترجمہ: وہ تمہارا مولیٰ ہے۔

(۶) وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ (پارہ۲۸، سورۃ التحریم، آیت ۲)

---

[۳] (الکھف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم للجیلي، ص۷، مطبعة دائرة المعارف النظامية حيدر آباد دكن۱۹ م)

[۴] (اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر للشعراني، المبحث في صحة المبحث الرابع والثلاثون فى بيان صحة الاسراء وتوابعه وانه رأى من الله تعالى صورة ما كان يعلمه منه فى الارض الخ۳۳، دار المعرفة للطباعة والنشر۲ م)

ترجمہ: اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

(۷) اَنْتَ مَوْلٰىنَا (پارہ۳، سورۃ بقرۃ، ایت ۲۸۶)

ترجمہ: تو ہمارا مولیٰ ہے۔

(۸) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ (پارہ۲۶، سورۃ محمد، ایت ۱۱)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

فائدہ: قرآن کی ان آیات سے واضح ہے کہ مولیٰ اللہ ہے مولیٰ اس وحدہ لاشریک کا صفاتی نام ہے اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بھی ایک جنگ کے موقع پر کفار سے فرمایا: اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ [5]

یعنی اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور (اے کافرو) تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَإِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ [6]

یعنی کوئی غلام اپنے آقا کو "میرا مولیٰ" نہ کہے کیونکہ بے شک تم سب کا مولیٰ اللہ عزوجل ہے۔

لطیفہ: مولیٰ تعالیٰ کی صفت ماننے کے باوجود اب حال یہ ہے کہ کوئی کسی دارالعلوم میں دوچار دینی اسلامی کتابیں پڑھ لیتا ہے تو اسے ہم سب کہتے ہیں مولانا تو کیا شرک اُس وقت یاد نہیں آتا۔ یاد آتا ہے تو انبیاء واولیاء پر جیسے یہاں ذاتی وعطائی کا تصور مد نظر ہے تو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ودیگر انبیاء واولیاء کے متعلق ذہن صاف رکھو ورنہ مارے جاؤ گے۔

نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور اولیاء عطائی صفت ہے۔ قرآن واحادیث وعرف عرب اور شریعت اسلام میں مولیٰ کا اطلاق غیر اللہ پر بارہا ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰىہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ (پارہ۲۸، سورۃ التحریم، ایت ۴)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

---

[5] (صحیح البخاری، کتاب المغازی، الباب غزوۃ احد، الحدیث، (دار ابن کثیر، دار الیمامۃ) – دمشق، الطبعۃ: الخامسۃ ھ م)

[6] (صحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب وغیرھا، باب حکم إطلاق لفظۃ العبد و الأمۃ و المولی و السید، الحدیث)، مطبعۃ عیسی البابي الحلبي وشرکاہ، القاھرۃ، عام النشر ھ م)

فائدہ: قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کو بھی مولیٰ کہا اور جبریل علیہ السلام اور صالح مومنین کو بھی۔ حضور ﷺ نے ایک مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

(۱) اَللّٰھُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. قَالَ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيئاً يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ [۷]

یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ تو محبت فرما اس سے جو علی سے محبت رکھے اور دشمنی فرما اس سے جو علی سے دشمنی رکھے پس اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے فرمایا مبارک ہو اے ابو طالب کے بیٹے آپ کی صبح و شام اس حالت میں ہوتی ہے کہ آپ ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے مولیٰ ہوتے ہیں۔

(۲) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: كَتَبَ مَعِي عُمَرُ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ۔ [۸]

یعنی ابو امامہ ابن سہل سے روایت ہے کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اللہ اور اس کا رسول جل جلالہ و ﷺ اس کے مولیٰ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو۔

اگر قرآن و حدیث میں لفظ مولیٰ اللہ تعالیٰ کے لئے آیا ہے تو اس کے محبوب و مقبول بندوں کے لئے بھی آیا ہے۔

مدد غیر اللہ: سب سے زیادہ یہی مسئلہ مخالفین کو زیادہ چبھتا ہے حالانکہ بات ظاہر بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ذاتی ہے اور اس کے بندگانِ خاص و عام کی مدد اس کی عطا ہے جو دراصل یہ بھی اس کی عطا ہے۔ فقیر یہاں چند آیات مددگار ذاتی و عطائی پیش کر کے فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہے۔

مددگار ذاتی: قرآن مجید میں آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۰)

ترجمہ: اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار۔

(۲) وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (پارہ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۰)

ترجمہ: اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔

---

[۷] (مشكاة المصابيح، باب مناقب علي بن أبي طالب، الفصل الثالث، الحديث [۶۰۹۴]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة م)

[۸] (سير أعلام النبلاء، وممن أدرك زمان النبوة، أبو أمامة بن سهل، مؤسسة الرسالة)

(۳) وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡ بَعۡدِہٖ (پارہ۴،سورۃ آل عمران،آیت ۱۶۰)

ترجمہ: اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔

(۴) وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا (پارہ۵،سورۃ النساء،آیت ۱۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

(۵) وَّلَا یَجِدُوۡنَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا (پارہ۵،سورۃ النساء،آیت ۱۷۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(۶) وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ (پارہ۹،سورۃ الانفال،آیت ۱۰)

ترجمہ: اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔

قرآن پاک کی ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ نصیر "اللہ" ہے وہی مددگار ہے کسی کی مدد و نصرت کرنا اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔

مددگار عطائی: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱) قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ (پارہ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۵۲)

ترجمہ: بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا۔ ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(۲) وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ (پارہ۱۷،سورۃ الحج،آیت ۴۰)

ترجمہ: اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اُس کے دین کی مدد کرے گا۔

(۳) یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ (پارہ۲۶،سورۃ محمد،آیت ۷)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

(۴) وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ نَصِیۡرًا (پارہ۵،سورۃ النساء،آیت ۷۵)

ترجمہ: اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

فائدہ: یہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی دعا ہے جو مشرکین مکہ کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور ان مظلوموں کا جرم یہی تھا کہ اُنہوں نے توحید کو قبول کیا ہے شرک و کفر کو کیوں چھوڑا ہے۔

قاعدہ تفسیریہ: قطع نظر اس بحث کے وہ فعل جو اللہ کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کا ذاتی ہے اور جو اس کی مخلوق کی طرف وہی فعل منسوب ہے وہ اس کی عطا ہے اس کے علاوہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان میں ایک قاعدہ لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات میں جہاں مدد از غیر کی نفی ہے وہاں تب بت اور بت پرست مراد ہیں یعنی بتوں سے مدد کی درخواست کیسی جب کہ وہ محض پتھر اور ڈھیلے ہیں اور مدد مانگنے والے جاہل مشرک۔ ہاں دوسری آیات میں غیروں سے مدد کی اجازت ہے اسی لئے مدد مانگنے والے مؤمن اور جن سے مدد کی درخواست وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقرب بندے اسی لئے امام موصوف کفار و مشرکین سے مدد کی نفی لکھ کر اہلِ ایمان کو نوید سناتے ہیں۔

فَأَمَّا الْمُؤْمِنُونَ فَمَا أَكْثَرَ أَنْصَارَهُمْ وَشُفَعَاءَهُمْ [9]

یعنی بہر حال اہل ایمان کے مددگاروں اور شفاعت کنندگان کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی شمار۔

قاعدہ تفسیریہ ۲: ایک قاعدہ سے عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی، حصّہ اول میں لکھا جسے محمود الحسن دیوبندی آیات إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (سورۃ الفاتحہ، پارہ ا، آیت ۴) (**ترجمہ کنزالایمان:** تجھی سے مدد چاہیں۔) کے تحت لکھتے ہیں کہ ”اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں! اگر کسی مقبول بندہ کو محض ”واسطہ رحمتِ الٰہی“ اور ”غیر مستقل“ سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔“[10]

ترجمہ سے حاشیہ محمود الحسن فقیر یہاں صرف نمونہ کے طور پر ایک واقعہ قرآنی پیش کرتا ہے تا کہ یقین ہو کہ بندگانِ خدا کا تصرف در حقیقت اللہ کا تصرف ہے۔

ملک یمن کی حکمران ملکہ بلقیس جب دارالحکومت سے اپنے امراء وزراء اور خدام مملکت کو لئے دربارِ نبوت کی طرف روانہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (پارہ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۳۸)

ترجمہ: سلیمان نے فرمایا اے دربار یو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

اس تخت کے بارے میں تفاسیر میں ہے کہ ۸۰ گز لمبائی اور چالیس (۴۰) گز چورائی تھی اور سامنے کا حصہ سونے کا پچھلا حصہ چاندی اور زبرجد کا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ مطالبہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ مافوق الاسباب پر بندگانِ خدا دسترس و تصرف رکھتے ہیں:

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۔ (پارہ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۳۹)

---

[9] (الإتقان فی علوم القرآن للسيوطي، النوع التاسع والثلاثون: في معرفة الوجوه والنظائر، ۱۶۴/۲، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة ۱۳۹۴ھ م)

[10] (آسان بیان القرآن مع تفسیرِ عثمانی، الفاتحہ: ۴، ۱/ ۳۲، مطبع بنوری ٹاؤن، کراچی)

ترجمہ: ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ (پارہ۱۹، سورۃ النمل، ایت ۴۰)

ترجمہ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔

یاد رہے کہ یہ شخص سلیمان علیہ السلام کے صاحب و خادم اور وزیر حضرت آصف بن برخیار ضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

فقیر یہاں مخالفین کے دو گواہ پیش کرتا ہے تاکہ اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔

(۱) غیر مقلدین کا سردار ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے "وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا جس کی وجہ سے اُس کو ایسے اُمور پر قدرت تھی وہ بولا کہ حضور آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لا سکتا ہوں۔"[۱۱] (تفسیر ثنائی برحاشیہ قرآن، صفحہ ۴۵۴)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: غیر مقلد نے مان لیا کہ جسے کتابِ الٰہی کا علم ہو وہ اتنے بڑے اُمور کی سرانجامی میں قدرت رکھتا ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء عظام بالخصوص حضور ﷺ اور اولیاء کرام کو اتنی بڑی قدرتیں جنہیں ہم ان کے معجزات و کرامات میں بیان کرتے ہیں وہ قرآن مجید کے علوم کی برکت سے حاصل ہوئیں ہیں۔ حضور ﷺ نے سورج واپس موڑ دیا اور غوثِ اعظم نے بڑھیا کا بیڑا ترایا۔

> "**فائدہ:** یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں، اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامات اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمان پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔"
>
> "**تنبیہ:** معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے، پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارِبَّ" (یمن) سے شام پہنچا دے حالانکہ تختِ بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔"[۱۲]
>
> (دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی برحاشیہ ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

---

[۱۱] (تفسیرِ ثنائی از ثناء اللہ امرتسری، النمل:۴۰، ۲/۴۱۰، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور، دسمبر ۲۰۰۲ء)

[۱۲] (آسان بیان القرآن مع تفسیرِ عثمانی، النمل:۴۰، ۲/۹۰۳، مطبع بنوری ٹاؤن، کراچی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ': یہی ہم کہتے ہیں کہ قدرتِ انبیاء بالخصوص حضور سرورِ عالم ﷺ اور قدرتِ اولیاء در حقیقت خداوند قدوس ہے اسی لئے ہم مخالفین سے کہتے ہیں کہ تم کمالاتِ انبیاء و اولیاء سے در حقیقت قدرتِ خدا کے منکر ہو رہے ہو۔

ولی: یہ لفظ سن کر مخالفین ایسے چونک جاتے ہیں جیسے ہم شیطان کا نام سن کر کیونکہ ان کے نزدیک تمام ولی بت ہیں۔(معاذ اللہ)

حالانکہ یہ لفظ در حقیقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندگانِ خدا کے لئے اس کا استعمال مجازاً ہے گویا یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے اور بزرگانِ خدا کے لئے عطائی جو ہمارا موضوع ہے بلکہ اولیاء اللہ کے علاوہ بہت سی مخلوق پر اس کا اطلاق قرآن مجید میں ہے یہاں تک شیطان اور بتوں پر بھی۔ اس کی تفصیل آئیگی پہلے اس کا اطلاق اللہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ ولی ہے کیونکہ "ولی" اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

آیاتِ قرآنی:

(۱) اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (پارہ۳، سورۃ بقرۃ، اٰیت ۲۵۸)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود کو ولی کہا اس کے علاوہ اور آیات ملاحظہ ہوں۔

(۲) وَ ھُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، اٰیت ۲۸)

ترجمہ: اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔

(۳) وَاللّٰہُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (پارہ۳، سورۃ اٰل عمران، اٰیت ۲۸)

ترجمہ: اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ولی اللہ ہیں اور عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہر نبی علیہ السلام ولی اللہ ہوتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو اپنے ساتھ ملا کر واضح کر دیا کہ میں بھی ولی ہوں اور میرا رسول ﷺ بھی ولی ہے۔

(۱) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا (پارہ ٦، سورۃ المآئدۃ، اٰیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے۔

فرشتے اولیاء(ولی) ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ (پارہ ۲۴، سورۃ حٰم السجدۃ، اٰیت ۳۱)

ترجمہ: ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور فرمایا:اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓءِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ(پارہ۱۰،سورۃالانفال،اٰیت۷۲)

ترجمہ: بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں تمام صحابہ کرام کے لئے اولیاء مستعمل ہو رہے ہیں اور یہ بھی عقیدہ کا مسئلہ ہے کہ ہر صحابی ولی اللہ ہے۔اگرچہ عرف عام میں یہ غیر صحابی پر بولا جاتا ہے لیکن شرعاً صحابہ بھی اولیاء ہیں۔

بت اولیاء: اولیاء کا اطلاق بتوں پر آتا ہے۔اللہ نے فرمایا:وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓءُھُمُ الطَّاغُوْتُ۔(پارہ۲،سورۃالبقرۃ،اٰیت۲۵۷)

ترجمہ: اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں۔

اور فرمایا:اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ(پارہ۲۱،سورۃالکھف،اٰیت۱۰۲)

ترجمہ: تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ': مذکورہ بالا تمام آیات پر غور فرمایئے کہ ولی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہے اور غیروں کے لئے بھی یہاں تک کہ طاغوت پر یعنی شیطان اور پھر بتوں پر بھی تو یقیناً یہ بات کھل کر آجائے گی کہ ولی بمعنی مددگار،حمایتی اللہ تعالیٰ کی ذات،صفت اور دوسروں کے لئے مجازی یعنی عطائی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ۔

تو پھر مذہب حق اہلسنت کا قاعدہ حق ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اللہ کے بندوں کے مددگار اور حمایتی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں اور الحمد للہ ان کی مدد اور حمایت دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے جاری و ساری ہے اور جو ان کی مدد و حمایت کے منکر ہیں وہ آج بھی ان کی مدد و حمایت سے محروم ہیں انشاء اللہ قیامت میں بھی منکر ہی محروم ہوں گے۔چند قرآنی آیات اس قاعدہ کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ بَعْدِہٖ (پارہ،سورۃالشوریٰ،اٰیت۴۴)

ترجمہ: اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل۔

(۲) وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا(پارہ۱۵،سورۃالکھف،اٰیت۱۷)

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

(۳)وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ مَاکَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ(پارہ۱۲،سورۃھود،اٰیت۲۰)

ترجمہ: اور نہ اللہ سے جُدا ان کے کوئی حمایتی انہیں عذاب پر عذاب ہوگا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھتے۔

(۴) وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (پارہ۳، سورۃ ال عمران، آیت ۲۲)

ترجمہ: اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

(۵) وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پارہ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۰)

ترجمہ: اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۶) وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (پارہ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۲)

ترجمہ: اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا۔

(۷) وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(۸) وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۷۴)

ترجمہ: اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا و آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا نہ مددگار۔

اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین میں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

(۹) وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا (پارہ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۹۷)

ترجمہ: اور جسے گمراہ کرے تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے۔

(۱۰) وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ (پارہ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۷۱)

ترجمہ: اور ستمگاروں کا کوئی مددگار نہیں۔

(۱۱) وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (پارہ۲۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۲۵)

ترجمہ: اور تم سب کا ٹھکانا جہنّم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

(۱۲) وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پارہ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۸)

ترجمہ: اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار۔

(۱۳) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا o خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۴، ۶۵)

ترجمہ: بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

(۱۴) مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (پارہ ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۱۸)

ترجمہ: اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

فائدہ: فقیر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے واضح کر چکا ہے کہ یہ قرآن مجید کا قاعدہ کلیہ ہے جہاں مدد اور شفاعت غیر اللہ کی نفی آئی ہے وہاں یہی مراد ہے کہ کفار و مشرکین کا نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی حمایتی اور نہ ان کی شفاعت ہوگی۔ الحمد للہ اہل ایمان کے بے شمار مددگار اور حمایتی اور سفارشی ہیں۔

(الحمدللّٰہ علیٰ ذلک)

اسی لئے ہمارا یہی نعرہ ہے:

کسی کو ناز ہوگا عبادت کا ریاضت کا	ہمیں اک بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

شنیدم که درروز امید و بیم	بداں را به نیکاں به بخشد کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے طفیل بُرے (گنہگاروں) کو بخشے گا۔

اللہ رؤف رحیم ہے: رؤف رحیم دونوں اللہ کے صفاتی ہیں۔ قرآن میں ہے:

(۱) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

(۲) وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۱۸، سورۃ نور، آیت ۲۰)

ترجمہ: اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے۔

(۳) وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۹)

ترجمہ: اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا۔

(۴) رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۱۰)

ترجمہ: اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

فائدہ: ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ رب قدوس اپنے بندوں پر رافت و رحمت کرنے والا ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کی مہربانیوں کے بے شمار جلوے نظر آتے ہیں۔ مخلوق کے ہر فرد کی زندگی اور زندگی میں بیشمار نعمتیں اور آسائشیں اسی رب کریم و مہربان کی عنایت و رحمت سے ہیں۔

ذاتی: یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہیں اور اس نے اپنے بندوں کو یہ صفات عطا فرمائی ہیں ان کے لئے یہ صفات عطائی ہیں بالخصوص سرورِ عالم ﷺ تو جملہ عالمین کے لئے رحمۃ العلمین بنا کر بھیجے گئے اس لئے آپ ﷺ رحیم بھی ہیں اور رؤف بھی۔

رسول اللہ ﷺ رؤف رحیم ھیں: یہ دونوں صفات رسول اکرم ﷺ کی قرآن مجید میں مذکور ہیں جو انکار کرے کافر ہو جائے تو اب دونوں کو ملا کر کہے اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور نبی پاک بھی رؤف ہیں اب نتیجہ نکالئے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر رؤف رحیم ہے حضور ﷺ اس کی عطا سے رؤف رحیم ہیں۔ خودا

تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پارہ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

فائدہ: رسول اکرم ﷺ ایسے رؤف رحیم ہیں جس کا اعتراف نہ صرف انسانوں کو بلکہ حیوانات کو بھی ہے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کافروں کو بھی ہے یہ نظارہ تو قیامت میں دیدنی ہو گا۔

؎ دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ ﷺ کی (کلام عرشِ حق مندر رفعت رسول اللہ ﷺ کی از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

وہ کیسے بے قرار ہو کر گنہگاروں کے لئے ننگے پاؤں گرم دھوپ میں تپتی اور تانبے کی زمین پر شفاعت کے لئے کمربستہ ہوں گے۔ کیا خوب فرمایا کسی شاعر نے:

میرا اللہ بھی رحیم اس کے محمد بھی رحیم	دو رحیموں میں گنہگاروں کی بن آئی ہے

اللہ کریم ھے: اس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

(۱) يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (پارہ۳۰، سورۃ الانفطار، آیت ۶)

ترجمہ: اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

غیر اللہ بھی کریم مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۲) وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (پارہ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۱۸)

ترجمہ: اور ان کے لئے عزّت کا ثواب ہے۔

(۳) اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (پارہ۲۷، سورۃ الواقعہ، ایت۷۷)

ترجمہ: بیشک یہ عزّت والا قرآن ہے۔

(۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (پارہ۱۸، سورۃ المؤمنون، ایت۱۱۶)

ترجمہ: کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک۔

(۵) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (پارہ۳۰، سورۃ التکویر، ایت۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ عزّت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

فائدہ: پچھلی آیت میں رسول اللہ ﷺ سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ آیاتِ مذکورہ میں متعدد چیزوں کو کریم کہا گیا ہے اجر کریم، قرآن کریم، عرش کریم اور جبریل کریم۔ ہم کہتے ہیں محمد ﷺ کریم بلکہ ان دونوں کو ملا کر بڑے فخر وناز سے کہتے ہیں:

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم	صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

یعنی اے رب تو کریم ہے، تیرا رسول ﷺ بھی کریم ہے۔ بے شمار شکر کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

اس کے باوجود اگر کوئی شرک کے فتویٰ کی بیماری میں مبتلا ہے تو..................؟

یہی فرق اللہ تعالیٰ کے اکثر اسماء وصفات میں جاری رہے گا اور یہ فرق ہے بھی ضروری کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تو جس طرح ہمارا بیان کردہ مذکورہ بالا فرق سمجھ میں آئے گا تو مندرجہ بالا مسائل کو بھی اسی قاعدہ کے تحت لائے مثلاً علم غیب اور حاضر وناظر اور نور کے لئے یہی کہنا ہوگا کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اور آپ ﷺ کے طفیل اولیاءِ کرام کو بھی جسے شرعاً کشف والہام سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی فرق حاضر وناظر میں ہے یہی فرق مسئلہ نور میں ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

☆......☆......☆